ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق　　ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

بنظرِکرم
آفتاب علم وحکمت
پیر طریقت رہبر شریعت
حضرت پیر محمدؐ علاؤالدّین صدیقیؒ
نیریاں شریف

بنظرِکرم
پیر طریقت رہبر شریعت
پیر محمود اختر نقشبندی قادری
آستانۂ عالیہ منیاندہ شریف

مسلسل اشاعت کا چودھواں سال

ماہنامہ
مجلّہ

کرمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مدیر اعلیٰ
خلیفہ حاجی محمد شریف نقشبندی

نائب مدیر
محمد عاصم شریف نقشبندی

مجلس مشاورت

- ڈاکٹر سیّد محمد عبدالرحمٰن شاہ
اسسٹنٹ پروفیسر
یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی (ٹیکسلا)
- محمد نعیم الدین الازہری
ڈپٹی ایچ او ڈی شعبہ عربی،
الکرم انسٹیٹیوٹ، بھیرہ شریف
- ڈاکٹر محمد شاہد خان الازہری
ریسرچ سکالر الازہر یونیورسٹی، مصر
- محمد ثاقب شریف الازہری
ایم فل، ریسرچ سکالر الازہر یونیورسٹی، مصر

فہرست مضامین

حمدِ باری تعالیٰ 2
نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 3
رجب المرجب 4
معراجِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تحفہ نماز 11
سبق ملا ہے یہ معراج مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مجھے .. 15
معراج مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 20
اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے 27
تعزیت 31

قیمت فی مجلّہ 30 روپے　　سالانہ چندہ 360 روپے

Gmail: karm-e-mustafa@gmail.com

انچارج کمپوزنگ اینڈ سرکولیشن　عبدالرحمٰن صدیقی : 0301-6748516

حمدِ باری تعالیٰ

بزم افلاک میں ہر سو ہے اجالا تیرا
چشم بینا ہے تو ہر شے میں ہے جلوہ تیرا

دونوں عالم میں فقط راج ہے مولا تمہارا
کوئی ثانی ہے نہ ہمسر ہے نہ ہمتا تیرا

کوئی مالک نہیں دنیا کا سوائے تیرے
ہر گلستاں تیرا صحرا تیرا دریا تیرا

کوئی بھی چیز نہیں حُسن سے باہر تیرے
مالک الملک! ہر اک جا پہ ہے قبضہ تیرا

ہم کسی اور کے دروازے پہ جائیں کیونکر
آسرا ہم کو اگر ہے تو خدایا تیرا

مبشر الاسلام ظفر خانپوری

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کوئی دنیا عطا میں نہیں ہمتا تیرا
ہو جو حاتم کو میسر یہ نظارہ تیرا
کہہ اٹھے دیکھ کے بخشش میں یہ رتبہ تیرا
واہ کیا جود وکرم ہے شاہ بطہا تیرا   نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

کچھ بشر ہونے کے ناطے تجھے خود ساجانیں
اور کچھ محض بیانی ہی خدا کا جانیں
اُن کی اوقات ہی کیا ہے کہ اتنا جانیں
فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں   خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرہ تیر

مجھ سے ناچیز پہ ہے تیری عنایت کتنی
تونے ہر کام پہ کی ہے میری حمایت کتنی
کیا بتاؤں تیری رحمت میں ہے وسعت کتنی
اک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی   مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

نذر عشاق نبی ہے یہ میرا حرف غریب
ممبر وواعظ پہ لڑتے رہے آپس میں خطیب
یہ عقیدہ رہے اللہ کرے مجھ کو نصیب
میں تومالک ہی کہوں گا کہ ہومالک کے حبیب   یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

تجھ سے ہر چند وہ ہے قدرو فضائل میں رفیع
کر نصیر آج مگر فکر رضا کی توسیع
پاس ہے اس کی شفاعت کا وسیلہ بھی وقیع
تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع   جومیرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیر
واہ کیا جود وکرم ہے شاہ بطہا تیرا   نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

کلام : اعلیٰحضرت تضمین پیر سیّد نصیر الدین نصیرؒ

رجب المرجب

محمد انیس رضوی متعلم ادارہ ھٰذا

وجہ تسمیہ: قمری تقویم (ہجری کیلنڈر) اسلامی سال کے ساتویں مہینے کا نام رجب المرجب ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رجب ترجیب سے ماخوذ ہے اور ترجیب کے معنی تعظیم کرنا ہے۔ یہ حرمت والا مہینہ ہے اس مہینے میں جدال و قتال نہیں ہوتے تھے اس لیے اسے '' الاصم رجب '' کہتے تھے کہ اس میں ہتھیاروں کی آوازیں نہیں سنی جاتیں۔ اس مہینہ کو '' اصب '' بھی کہا جاتا ہے کیوں کہ اس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحمت و بخشش کے خصوصی انعام فرماتا ہے۔ اس ماہ میں عبادات اور دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔ دورِ جہالت میں مظلوم، ظالم کیلئے رجب میں بد دعا کرتا تھا۔ (عجائب المخلوقات)

ماہ رجب کی فضیلت:

رجب ان چار مہینوں میں سے ایک ہے جن کو قرآن کریم نے ذکر فرمایا ہے:

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ط ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ (پارہ ۱۰، سورہ توبہ، آیت ۳۶)

ترجمہ: بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان اور زمین بنائے ان میں چار حرمت والے ہیں یہ سیدھا دین ہے تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو۔ (کنز الایمان)

سرکار غوث الثقلین رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ رجب کا ایک نام مطھر ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔ (ماثبت من السنۃ)

ایک اور جگہ نبی کریم ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا:۔ رجب کی فضیلت تمام مہینوں پر ایسی ہے جیسے قرآن کی فضیلت تمام ذکروں (صحیفوں) کتابوں پر ہے اور تمام مہینوں پر شعبان کی فضیلت ایسی ہے جیسی محمد مصطفی ﷺ کی فضیلت باقی تمام انبیائے کرام پر ہے اور تمام مہینوں پر رمضان کی فضیلت ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی فضیلت تمام (مخلوق) بندوں پر ہے (ماثبت من السنہ)

رجب کی خصوصی فضیلت اور واقعہ معراج شریف

حدیث شریف کے مطابق "رجب المرجب" اللہ کا مہینہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے محبوب سید المرسلین ﷺ کو اپنی حسن الوہیت وربوبیت کی جلوہ گاہوں میں ستائیس (۲۷) رجب کی شب بلواکر "معراج شریف" سے مشرف فرمایا۔ ستائیسویں شب میں آقائے دوجہاں علیہ الصلوۃ والسلام حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان (واقع بیت اللہ شریف کی دیواروں موسوم مستجار اور مستجاب کے کارنر رکن یمانی کے سامنے) میں تشریف فرماتھے اور یہیں حضرت جبرئیل امین علیہ السلام ستر یا اسی ہزار ملائکہ کی رفاقت میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، اس موقع پر حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام کے ذمہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام سونپے کہ میرے محبوب کو براق پر سوار کرانے کے لئے اے جبرئیل تمہارے ذمہ رکاب تھامنا اور اے میکائیل تمہارے ذمہ لگام تھامنا ہے۔ سند المفسرین امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، "حضرت جبرئیل علیہ السلام کا براق کی رکاب تھامنے کا عمل، فرشتوں کے سجدہ کرنے سے بھی افضل ہے۔" (تفسیر کبیر جلد دوم)

مکتبہ حقانیہ پشاور کی بد دیانتی:

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی متذکرہ تفسیر کبیر کا حوالہ مصری نسخہ سے پیش کیا گیا ہے، جب کہ مکتبہ حقانیہ پشاور (جسے علمائے دیوبند کی سرپرستی حاصل ہے) نے تفسیر کبیر شائع کی ہے۔ اس کی جلد دوم میں عبارت میں تحریف کر کے یوں چھاپا ہے۔

"ان جبرئیل علیہالسلام اخذ برکاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی ارکبه علی البراق لیلۃ المعراج و هذا یدل علی ان محمدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل منه"

پہلی عبارت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کی خدمت کو ''سجود ملائکہ سے افضل'' قرار دیا ہے، جب کہ تحریف و بد دیانتی کے بعد، ''حضرت محمد مصطفی ﷺ کو حضرت جبرئیل سے افضل'' قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ تو حقیقت ہے اس لئے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ''سید المرسلین'' ہے لہذا ''سید الملائکہ'' بھی ہیں حضرت جبرئیل سے افضل ہیں۔ اس میں کوئی کلام ہے ہی نہیں۔

جشن معراج النبی اور ہماری ذمہ داریاں

اسلامی بھائیوں اور بہنوں! جس طرح ہم ماہ ربیع الاول شریف میں جشن عید میلاد النبی ﷺ کا انعقاد کرتے ہیں ایسے ہی رجب شریف میں جشن معراج النبی ﷺ کا انعقاد کریں مساجد و مدارس ہی نہیں بلکہ اپنے گھروں میں بھی چراغاں کریں، اجتماعات منعقد کریں، علمائے اہلسنّت کے مواعظ حسنہ (تقاریر) سننے کا اہتمام کریں، اپنے گھر میں اہل خانہ خصوصاً بچوں کو لے کر ادب کے ساتھ بیٹھ کر محفل منعقد کریں، بچوں کو بتائیں کہ آج کی شب آقائے دو جہاں ﷺ لا مکاں کی اس منزل تک پہنچے جہاں مخلوق میں سے کسی کی رسائی نہیں اور بلا حجاب اللہ تعالیٰ کا دیدار عطا ہوا، اللہ تعالیٰ کی بے شمار نشانیوں کو ملاحظہ فرمایا، اللہ تعالیٰ جل شانہ کے اسماء صفات کی تجلیات کے ظہور کے مقامات و طبقات سے گذر کر ان ہی صفات سے متصف ہو کر اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہر ہوئے، جنت و دوزخ کو ملاحظہ فرمایا، بعد از قیامت اور بعد از جزا و سزا جو کچھ ہو گا آپ ﷺ نے دیکھا اور یہ کمال اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمیشہ کے لیے عطا فرمایا، یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ عزوجل نے ماضی و مستقبل (جو کچھ ہو چکا اور جو ہونے والا ہے) کا علم عطا فرمایا جسے شرعی اصطلاح میں علم ماکان و مایکون کہتے ہیں۔ امت کے لیے شفاعت کا حق حاصل کیا، شب معراج میں انبیاء و مرسلین علیہم الصلوۃ والسلام اجمعین سے نہ صرف ملاقات کی بلکہ ان سب پر آپ کی افضلیت واضح کرنے کے لیے امامت عظمیٰ و کبریٰ کا منصب آپ ﷺ ہی کو عطا ہوا۔ نماز کی فرضیت کا حکم اللہ تعالیٰ عزاسمہ نے خاص اپنی حسن الوہیت و ربوبیت کی جلوہ گاہوں میں عطا کیا، اول پچاس نمازیں فرض ہوئیں پھر بتدریج کم ہوتے ہوتے پانچ باقی رہیں۔ نماز کی فرضیت و اہمیت سے بچوں کو آگاہ کریں۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ معراج شریف کے سفر مقدس کے تین مرحلے ہیں۔

اول: اسریٰ، یعنی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔

دوم: معراج۔

(حصہ اول) یعنی مسجد اقصیٰ سے کہکشاؤں کا سفر آسمان اول تک۔

(حصہ دوم) یعنی آسمان اول سے آسمان ہفتم اور سدرۃ المنتہیٰ تک۔

سوم اعراج، یعنی سدرۃ المنتہیٰ (حضرت جبریل امین علیہ السلام کا مقام آخر) سے لے کر عرش و کرسی اور لا مکاں، اللہ تعالیٰ جل شانہ کی حسن الوہیت، جمال ربوبیت اور جلال تقدس و تجرد کی جلوہ گاہ تک۔

خود بھی تلاوت قرآن کریں اور بچوں کو بھی ترجمہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کنز الایمان کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کا عادی بنائیں۔ معراج شریف سے متعلق مضامین والی آیات مقدسہ، سورئہ الاسراء (بنی اسرائیل) اور سورئہ النجم کی تلاوت ضرور کریں۔ واقعہ معراج شریف سے متعلق بچوں کو بتائیں کہ یہ عقلوں کو دنگ کرنے والا سفر ایک لمحے میں ہوا۔

چلے جب عرش کی جانب محمد تو ساکت ہوگئی تھی زندگی تک
نہ تھی دریا کی موجوں میں روانی تھا ساکت ہر سمندر ہر ندی تک
زمیں نے چھوڑ دی تھی اپنی گردش خلا میں انتظار روشنی تک
رہا کس طرح بستر گرم ان کا محقق محو حیرت ہیں ابھی تک
عناصر زندگی کے منجمد تھے شب اسریٰ میں ان کی واپسی تک
نہیں سائنس میں ایسی مثالیں ازل کے روز سے پندرہ صدی تک

(خالد عرفان)

ماہ رجب کے نوافل

لیلۃ الرغائب کی فضیلت:۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے جامع الاصول کے حوالہ سے یہ حدیث نقل کی ہے "حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "لیلۃ الرغائب" کا تذکرہ فرمایا وہ رجب کے پہلے جمعہ کی رات ہے (یعنی جمعرات کا دن گزرنے کے بعد)

اس رات میں مغرب کے بعد بارہ رکعات نفل چھ سلام سے ادا کی جاتی ہے ہر رکعت میں

سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ القدر تین دفعہ اور سورۂ اخلاص بارہ بارہ دفعہ پڑھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ درود شریف ستر مرتبہ پڑھے۔

☆ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ

(ترجمہ: اے اللہ! رحمت فرما حضرت محمد نبی امی پر اور ان کی آل واصحاب پر اور بھی اور سلامتی کا نزول فرما)

☆ پھر سجدہ میں جا کر ستر مرتبہ یہ پڑھے: سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ وَالرُّوْحِ

(یعنی پاک و مقدس ہے ہمارا رب اور فرشتوں اور حضرت جبرئیل کا رب)

☆ پھر سجدے سے سر اٹھا کر ستر بار یہ پڑھے:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ

(یعنی اے اللہ! بخش دے اور رحم فرما اور تجاوز فرما اس بات سے جسے تو جانتا ہے بے شک تو بلند و برتر اور عظیم ہے)

☆ پھر دوسرا سجدہ کرے اور اس میں وہی دعا پڑھے اور پھر سجدے میں جو دعا مانگے گا قبول ہو گی۔ (ماثبت منالسنۃ)

حضرت سلطان المشائخ سے منقول ہے کہ جو شخص لیلۃ الرغائب کی نماز ادا کرے اس سال اسے موت نہ آئے گی۔ (لطائف اشرفی جلد دوم)

حافظ عراقی علیہ الرحمہ اپنی تالیف "امالی" میں بحوالہ حافظ ابو الفضل محمد بن ناصر سلامی علیہ الرحمہ سے ناقل ہیں' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً یہ حدیث مروی ہے کہ "جس نے رجب کی پہلی رات بعد مغرب بیس رکعات پڑھیں تو وہ "پل صراط" سے بجلی کی مانند بغیر حساب و عذاب کے گزر جائے گا۔" (ماثبت من السنۃ)

محبوب یزدانی حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس السرہ النورانی لکھتے ہیں: "ماہ

رجب کی پہلی شب میں نماز مغرب کے بعد بیس رکعت نماز ادا کریں، اس کے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پڑھیں۔ بیس رکعات مکمل ہونے کے بعد یہ کلمہ شریف پڑھیں، ''لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَحْدَہٗ، لَاشَرِیْكَ لَه، مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ اس کی بہت فضیلت ہے۔ (لطائف اشرفی جلد دوم)

رجب کی پندرہ تاریخ میں مدد چاہنے کے لئے، اشراق کے بعد دو دو رکعت سے (پچیس دفعہ میں) پچاس رکعات نماز ادا کریں۔ اس کی ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد، سورۃ الاخلاص اور معوذتین پڑھیں اور پھر دعا کریں۔ یہ نماز رجب کے علاوہ رمضان میں بھی ادا کی جاتی ہے۔ (لطائف اشرفی جلد دوم)

رجب کی پندرہ تاریخ میں مشائخ کا معمول رہا ہے کہ دس رکعات نماز ادا کیجئے۔ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد تین بار اور دوسرے قول کے مطابق دس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھیئے، جب نماز سے فارغ ہوں تو سو مرتبہ یہ تسبیح پڑھیں: سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر (اللہ پاک ہے اور تعریف اسی کے لئے ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ ہی سب سے بڑا ہے)

تیرہ، چودہ اور پندرہ (یعنی ایام بیض) رجب کی راتوں میں بیدار ہوں اور ان تینوں راتوں میں ہر شب سو سو رکعات نماز ادا کریں (یعنی تینوں راتوں میں مجموعی طور پر تین سو رکعات ادا کریں) ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورہ اخلاص دس مرتبہ پڑھیں جب نماز سے فارغ ہوں تو ایک ہزار مرتبہ استغفار پڑھیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ عزوجل زمانے کی جملہ بلاؤں اور آسمان کی آفتوں سے محفوظ رہیں گے اور فلکی شر اور زمینی خرابیوں سے سلامت رہیں گے اور اگر ان راتوں میں موت واقع ہو جائے تو شہید کا درجہ پائیں گے۔ (لطائف اشرفی جلد دوم)

ستائیسویں شب کی خصوصی عبادات:۔ حافظ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ کہتے ہیں ہمیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً حدیث پہنچی کہ ''رجب میں ایک رات ہے جس میں عمل کرنے والے کے لیے سو برس کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور یہ رجب کی ستائیویں شب ہے اس میں بارہ رکعات دو دو کر کے ادا کریں پھر آخر میں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَکْبَرُ سو مرتبہ، پھر استغفار سو مرتبہ، پھر درود شریف سو مرتبہ پڑھ کر اپنے امور کی دعا مانگے اور صبح کو روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کی

تمام دعائیں قبول فرمائے گا دوسری روایت میں ہے کہ "اللہ تعالیٰ ساٹھ سال کے گناہ مٹادے گا۔"

(ماثبت من السنۃ)

ستائیسویں رجب کی عبادات:

رجب کا روزہ رکھیں مغرب سے قبل غسل کریں، اذان مغرب پر افطار کریں مغرب کی نماز ادا کریں پھر ستائیسویں شب میں بیدار رہیں۔ عشاء کے بعد دو رکعت نماز نفل ادا کریں اور ہر رکعت میں الحمد شریف یعنی سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص اکیس مرتبہ پڑھیں۔ نماز سے فارغ ہو کر مدینۃ المنورہ کی جانب رخ کر کے گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں، پھر اس کے بعد یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِمُشَاهِدَةِ اَسْرَارِ الْمُحِبِّيْنَ وَبِالْخَلْوَةِ الَّتِیْ خَصَّصْتَ بِهَا سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ حِيْنَ اَسْرَيْتَ بِهٖ لَيْلَةِ السَّابِعِ وَالْعِشْرِيْنَ اَنْ تَرْحَمَ قَلْبِيَ الْحَزِيْنَ وَ تُجِيْبُ دَعْوَتِیْ يَا اَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْنَ

تو اللہ تعالیٰ شب معراج کے وسیلہ سے دعا قبول فرمائے گا، اور جب دوسروں کے دل مردہ ہو جائیں گے تو ان کا دل زندہ رکھے گا جو یہ دعا پڑھیں گے۔ (نزہۃ المجالس جلد اول فضائل الایام والشہور)

قطب الاقطاب، غوث الاغواث، سرکار فرد الافراد، سید الاوتاد، شہنشاہ بغداد، غوث اعظم الشیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ النورانی تحریر فرماتے ہیں: رجب المرجب کی ستائیسویں رات بڑی بابرکت ہے کیوں کہ اسی شب میں سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے معراج شریف کا معجزہ عطا فرمایا۔ (غنیۃ الطالبین)

معراجِ مصطفیٰ ﷺ اور تحفہ نماز

حافظ محمد ہاشم قادری صدیقی

سفر معراج حضور نبی اکرم ﷺ کا وہ عظیم معجزہ ہے جس پر انسانی عقل آج بھی حیران ہے۔ انتہائی کم وقت میں مسجدِ حرام سے بیت المقدس و سدرۃ المنتہٰی تک لمبی مسافت طے ہو جاتی ہے۔ قرآن کریم اس کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے۔ ترجمہ: (ہر عیب سے) پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو رات کے قلیل حصہ میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک۔ بابرکت بنادیا ہم نے گردونواح کو تاکہ ہم دکھائیں اپنے بندے کو اپنی قدرت کی نشانیاں۔ بے شک وہی سب کچھ سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔ (سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۱)

اس آیتِ مقدسہ پر غور کریں تو شکوک و شبہات کے تمام راستے خود بخود بند ہو جاتے ہیں۔ کسی شک کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ عقلی اور نقلی سوالات ایک دم ختم ہو جاتے ہیں۔

قرآن کریم نے حضور نبی اکرم ﷺ کے اس عظیم معجزہ کو جس مخصوص انداز سے بیان کیا ہے اس میں غور کرنے کے بعد عقلِ سلیم کو بلاچوں وچراں ماننا پڑتا ہے کہ یہ واقعہ جس طرح قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ میں مذکور ہے وہ بالکل سچ ہے اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

حضور ﷺ ایک رات خانہ کعبہ کے پاس حطیم میں آرام فرما رہے تھے کہ جبرئیل امین حاضر ہوئے اور نیند سے بیدار کیا اور ارادہ خداوندی سے آگاہی بخشی۔ حضور اٹھے، چاہِ زم زم کے قریب لائے گئے۔ سینۂ مبارک چاک کیا گیا، قلب اطہر میں ایمان و حکمت سے بھرا ہوا طشت انڈیل دیا گیا اور پھر سینۂ مبارک درست کر دیا گیا۔ حضور حرم سے باہر تشریف لائے تو سواری کے لیے براق پیش کیا گیا۔

اس کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ جہاں نگاہ پڑتی تھی وہاں قدم رکھتا تھا۔ حضور مسجدِ اقصیٰ میں تشریف لے گئے جہاں تمام انبیائے سابقین حضور کے لئے چشم براہ تھے۔ حضور ﷺ کی اقتدا میں سب نے نماز ادا کی پھر حضور ﷺ آگے بڑھے اور سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے جو انوارِ باری تعالیٰ کی تجلی گاہ تھی جس کی کیفیت الفاظ میں نہیں لکھی جاسکتی یا بیان کی جاسکتی ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت اور اس کی شان کبریائی پر ایمان رکھتے ہیں اور حضور ﷺ کو اللہ کا سچا رسول مانتے ہیں ان کے لئے تو واقعہ معراج کی صداقت پر قرآن کی آیتوں کے بعد مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔

واقعہ معراج کی اہمیت اس لئے بھی ہے کہ اللہ نے اپنے محبوب بندے اور برگزیدہ رسول ﷺ کو زمین و آسمان بلکہ ان سے بھی ماورا اپنی قدرت و کبریائی کا مشاہدہ کرایا۔ حضور فرماتے ہیں، بے شمار چیزوں کا مشاہدہ فرمایا، جنت و دوزخ کا مشاہدہ کیا۔

جنت میں پیڑ لگائیں:

آپ ﷺ فرماتے ہیں، میں آگے بڑھا، ساتویں آسمان پر اپنے جدِ امجد حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ پھر آپ نے اپنے فرزند محمد ﷺ کو آپ کی امت کے لئے یہ پیغام دیا: اپنی امت کو حکم دیجئے کہ جنت میں بکثرت پودے لگائیں کیونکہ وہاں کی مٹی بڑی پاکیزہ ہے اور وہاں کی زمین بہت وسیع ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ جنت میں کون سے پودے لگانے کے قابل ہیں۔ آپ نے جواب دیا: لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یعنی اس کلام سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کیا کرو۔ یعنی میرے پاس نہ کوئی طاقت ہے نہ قوت بجز اللہ کی ذات کے جو بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ اپنے فرزند محمد ﷺ کو فرمایا، اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہئے اور انہیں بتایئے کہ جنت کی مٹی بہت پاکیزہ ہے، وہاں کا پانی بہت میٹھا ہے اور وہاں جو پودے لگانے چاہئیں وہ کلمات یہ ہیں: سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہر شریک اور ہر عیب سے پاک اور منزہ ہے۔ اور سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔

(سیرت الرسول ضیاء النبی جلد ۲، صفحہ ۹۲۵، سبل الھدیٰ صفحہ ۶۲، انسان العیون جلد اول، صفحہ ۹۷۳)

بے عمل خطیبوں کا حال:

آگے بڑھتے رہے۔ سلسلہ جاری رہا پھر یہ ہیبت ناک منظر دکھائی دیا کہ قینچی کے ساتھ ایک قوم کی زبانیں اور ان کے ہونٹ کاٹے جارہے ہیں اور وہ زبانیں اور ہونٹ کٹنے کے بعد پھر جوں کے توں ہوجاتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ حضور ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی: یہ حضور کی امت کے فتنہ باز خطیب ہیں جو دوسروں کو کہتے ہیں اس پر عمل خود نہیں کرتے (سبل الھدیٰ جلد ۳، صفحہ ۱۱۷، سیرت الرسول ضیاء النبی جلد ۲، صفحہ ۸۰۵)

نماز مومن کی معراج اور خدائی تحفہ:

قاعدہ ہے کہ جب آنے جانے والا کسی کے گھر جائے تو کوئی نہ کوئی تحفہ لینا دینا ہوتا ہے۔ جب حضور ﷺ قاب قوسین سے زیادہ قرب پر فائز ہوئے تو رب العزت نے اپنے محبوب کو نماز کا تحفہ عطا فرمایا۔ نماز مومنین کے لئے بارگاہِ خداوندی کا ایک عظیم تحفہ ہے جو سید عالم ﷺ کی معراج کے طفیل مسلمانوں کو عطا کیا گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: **الصلاۃ معراج المؤمنین** (نماز مومنین کی معراج ہے۔ الحدیث)

کاش کہ مسلمان اس عظیم تحفہ ربانی کی دل و جان سے قدر کرتے اور نماز کی ادائیگی میں پوری پوری کوشش کرتے تو آج یہ بدحالی اور ذلت و رسوائی کا منہ نہ دیکھنا پڑتا۔ نماز اسلام کا اہم رکن ہے۔ نماز افضل العبادات ہے۔ نماز تحفہِ معراج ہے۔ ایمان کے بعد شریعت کا پہلا حکم نماز ہے۔ حضور ﷺ پر اول بار جس وقت وحی اتری اور نبوتِ کریمہ ظاہر ہوئی اسی وقت حضور نے بہ تعلیم جبرئیل امین علیہ السلام نماز پڑھی اور اسی دن بہ تعلیم حضور اقدس حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پڑھی۔ دوسرے دن امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ نے حضور کے ساتھ نماز پڑھی کہ ابھی سورہ مزمّل بھی نازل نہ ہوئی تھی۔ تو ایمان کے بعد پہلی شریعت نماز ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲، صفحہ ۱۰۸)

سفر معراج میں حضور ﷺ کا گزر ایسی قوم پر ہوا جن کے سروں کو کاٹا جا رہا تھا۔ وہ پہلے کی طرح درست ہو جاتے۔ یہ سلسلہ لگاتار جاری تھا۔ حضور نے پوچھا، اے جبرئیل، یہ کون لوگ ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی، یارسول اللہ یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز کی ادائیگی نہیں کرتے تھے۔(سبل الھدیٰ جلد ۳، صفحہ ۱۱۶، سیرت الرسول ضیاء النبی جلد ۲، صفحہ ۵۰۷)

نماز نہ پڑھنے پر بہت سی وعیدیں قرآن و حدیث میں وارد ہیں۔ اور نماز پڑھنے کے بے شمار فوائد قرآن و حدیث میں موجود ہیں۔ نماز پڑھنے سے بے شمار برکتیں حاصل ہوتی ہیں جن کا شمار ممکن نہیں۔ رب العالمین اپنے حبیب پاک کے صدقہ و طفیل میں قومِ مسلم کو ہدایت کاملہ کی روش پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفیٰ ﷺ سے مجھے

مفتی عبد الرزاق نقشبندی

واقعہ معراج کو ہر دور میں علماء اور خطباء اپنے اپنے انداز سے بیان کرتے اور مختلف زاویوں سے اِس کی تعبیر و تشریح فرماتے آئے ہیں۔ لیکن علامہ اقبال نے ایک نئے انداز میں اِس واقعے کو تعبیر فرمایا، اُن کے نزدیک یہ سفر انسانی زندگی کے ارتقاء کی پہلی منزل بنا، اسی لیے تو علامہ اقبال نے کہا تھا:

سبق ملا ہے یہ، معراجِ مصطفی سے مجھے
کہ عالَم بشریت کی زَد میں ہے گردوں

واقعہ ءِ معراج ہی انسان کو فضاوئں کی بسیط وُسعتوں اور خلاوئں کے دور اُفتادہ مقامات کو زیر کرنے کا حوصلہ وہمت بخشتا ہے، اُسے یہ احساس دلاتا ہے کہ بے شک یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی قادرِ مطلق اور زبردست قوت وحکمت والا ہے اور انسانی مادّی طاقت اور عقل اُس کی وسعتوں کو چھونے اور پار کرنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ترجمہ: ''اے جنات اور انسان کے گروہو! اگر تم یہ طاقت رکھتے ہو کہ آسمانوں اور زمینوں کے کناروں سے نکل جاو، تو نکل جاو! تم جہاں بھی جاوگے، وہاں اُسی کی سلطنت ہے (رحمن:۳۳)''

لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی طاقت و قدرت کے سہارے ہی انسان آسمانوں پر کمندیں ڈالنے کے قابل ہوا۔ سمندروں کی گہرائی کو ماپا، فضاوئں کی حدوں کو چھونے کے قابل بنا۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کے صحیح مصرف کو سمجھنے کے قابل ہوا، اس نے معدنی ذخائر کو زمین کی اتھاہ گہرائیوں سے کھینچ نکالا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت و قوت اور اُس کے کرم کے بغیر ممکن نہ تھا۔ ہنوز انسانیت کے ارتقا کا یہ سفر جاری ہے، اور جاری رہے گا۔

جدید سائنسی علوم کائنات کی جن سچائیوں سے پردہ اٹھا رہے ہیں، قدم قدم پر انکشافات کی نئی، نئی دنیاوں کے ظہور کی تصدیق کر رہے ہیں، اس سے اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ کی آفاقی تعلیمات کی سائنسی

توجیہہ خود بخود ہوتی جا رہی ہیں۔ زمین سے فضا کا سفر کروڑوں نوری سال کا ہوتا ہے۔

تسخیرِ ماہتاب:

امریکی خلائی تحقیقاتی ادارے ناسا نے جولائی ۱۹۶۹ میں اپالو مشن کے تحت چاند کا پہلا کامیاب سفر کیا، نیل آرمسٹرانگ، ایڈون بز اور کولون تین افراد پر مشتمل یہ قافلہ دو روز چاند پر رہنے کے بعد واپس لوٹا، اِس دوران ان کا زمینی مرکز سے مسلسل رابطہ رہا۔ عالمِ انسانیت کی اِن خلائی فتوحات اور تسخیرِ ماہتاب کا ذکر چودہ سو سال پہلے قرآن مجید میں وضاحت کے ساتھ کر دیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ترجمہ: ''قسم ہے چاند کی، جب وہ پورا دکھائی دیتا ہے، تم یقیناً طبق در طبق ضرور سواری کرتے ہوئے جاؤ گے، تو اُنہیں کیا ہو گیا ہے کہ (قرآنی پیشن گوئی کی صداقت دیکھ کر بھی) ایمان نہیں لاتے، (انشقاق:۱۸-۲۰)''

آج سے چند سو برس قبل انسان جن باتوں کو فطرت کے قوانین کے خلاف اور عقلی اعتبار سے محال تصور کرتا تھا، آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ انسانی علم اور ٹیکنالوجی کی طاقت سے ہوائی جہاز فضاؤں میں محوِ پرواز ہیں، ہزاروں سیٹلائٹ خلا میں مُعلّق ہیں، انسانی ساختہ راکٹ کی طاقت سے خلائی شٹل چاند پر پہنچی اور واپس صحیح سالم اُتر آئی، اپنی تمام تر مادی ترقیوں کے باوجود انسان ابھی تک روشنی کی رفتار سے سفر کرنے کی صلاحیت حاصل نہیں کر سکا۔

عادت اور قدرت کا فرق:

ممتاز سائنس دان البرٹ آئن اسٹائن نے ۱۹۰۸ میں ''نظریہ اضافتِ مخصوصہ (Special Theory of Relativity) بیان کیا۔ آئن اسٹائن کی تحقیق نے ثابت کیا کہ مادہ (Matter) توانائی (Energy) کشش (Gravity) زمان (Time) اور مکان (Space) میں ایک خاص ربط اور نسبت ہے۔ اِس نظریے میں یہ بھی ثابت کیا کہ کسی بھی مادّی جسم کے لیے روشنی کی رفتار کا حصول ناممکن ہے اور ایک جسم جب دو مختلف رفتار سے حرکت کرتا ہے، تو اُس کا حجم بھی اُسی تناسب سے گھٹتا بڑھتا ہے۔ چناں چہ روشنی کی رفتار سے سفر کرنے والے جسم کی کمیّت دوگنا ہو جاتی ہے۔ جب کہ اُس کا حجم نصف رہ جاتا ہے اور وقت کی رفتار بھی اُس پر نصف رہ جاتی ہے۔

مثال کے طور پر اگر کوئی راکٹ ۱,۶۷,۰۰۰ میل فی سیکنڈ یعنی روشنی کی رفتار کا ۹۰٪ دس سال سفر کرے، تو اُس میں موجود خلانورد کی عمر میں صرف پانچ سال کا اضافہ ہو گا، جب کہ اگر زمین پر اُس کا

کوئی ہم عمر ہو، تو پورے دس سال گزرنے کی وجہ سے وہ زمین پر موجود شخص دس سال بڑا ہو جائے گا۔ آئن اسٹائن کے نظریے کے مطابق روشنی کی رفتار کا ۹۰٪ حاصل کرنے سے جہاں وقت کی رفتار نصف رہ جاتی ہے، وہاں جسم کا حجم بھی سکڑ کر نصف رہ جاتا ہے۔ اِس نظریے کی بنیاد پر آئن اسٹائن نے نتیجہ اخذ کیا کہ کسی بھی مادی جسم کے لیے روشنی کی رفتار کا حصول ناممکن ہے۔

اِس قانون کی روشنی میں اگر سفر معراج کا جائزہ لیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ "اللہ کی عادت" کا یہ نظامِ فطرت اُس کی "قدرت" کے مظہر کے طور پر بدل گیا، وقت بھی تھم گیا۔ جسم کی کمیّت بھی لامحدود نہ ہوئی اور فنا ہونے سے بچا رہا۔ حجم بھی جوں کا توں برقرار رہا۔ حضور سرورِ کائنات ﷺ براق پر سوار ہو کر ہزار ہا روشنیوں کی رفتار سے سفر معراج پر گئے۔ براق، برق (روشنی) کی جمع ہے۔ جدید سائنس اپنی تحقیقات کی بنیاد پر اِس سچائی تک پہنچ چکی ہے کہ رفتار کی کمی بیشی کے مطابق کسی جسم پر وقت کا پھیلنا، سکڑنا، جسم کے حجم اور فاصلوں کا سکڑنا، پھیلنا، قوانین فطرت اور منشائے ایزدی کے عین موافق ہے۔

سفر معراج سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں یعنی مکانی اور زمانی سفر طے کرنا۔ قرآن مجید میں ان دونوں کو ساتویں صدی عیسوی کے اوائل واقعات کی نسبت سے اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی بیان فرما دیا ہے۔ سفر معراج مکانی اور زمانی کی جامعیت کا مظہر ہے، سفر کا ایک رخ زمانی کا مظہر ہے، تو دوسرا رخ مکانی پر محیط نظر آتا ہے۔

طے مکانی:

لاکھوں کروڑوں کلومیٹرز کی دوری اور مسافتوں کے ایک جنبشِ قدم میں سمٹنے کو اصطلاحاً 'طے مکانی' کہتے ہیں۔ ملکہ سبا بلقیس جو حضرت سلیمانؑ سے ۹۰۰ میل کے فاصلے پر ہے، حضرت سلیمانؑ سے ملنے آتی ہے۔ حضرت سلیمانؑ چاہتے ہیں کہ اُس ملکہ کا تخت اُس سے آنے سے پہلے دربار میں پیش کر دیا جائے۔ آپ نے اپنے درباریوں سے یوں کہا: ترجمہ: "اے دربار والو! تم میں سے کون اُس (ملکہ) کا تخت میرے پاس لا سکتا ہے، قبل اِس کے کہ وہ لوگ فرماں بردار ہو کر میرے پاس آئیں۔ ایک قوی ہیکل جن نے کہا میں آپ کے اٹھنے سے پہلے اُسے آپ کے پاس لا سکتا ہوں اور میں اُس کے لانے پر طاقت ور اور امانت دار ہوں۔

اِس سے ثابت ہوا کہ حضرت سلیمانؑ کے دربار کے ایک جن کو قاعدہ طے مکانی پر دست رس حاصل تھی کہ دربار ختم ہونے سے پہلے ۹۰۰ میل کے فاصلے سے تختِ بلقیس اٹھا کر لے آئے، حضرت

سلیمانؑ کو اتنی تاخیر بھی گوارا نہ تھی، آپ نے کہا: اِس سے زیادہ جلدی کون لا سکتا ہے؟ آپ کے ایک صحابی حضرت آصف بن برخیا جو کتاب کا علم رکھتے تھے، اٹھے اور کہا: ترجمہ: ''میں آپ کی نگاہ جھپکنے سے پہلے وہ تخت آپ کے پاس لا سکتا ہوں، پس حضرت سلیمان نے اُس (تخت) کو اپنے پاس رکھا دیکھا اور کہا: یہ میرے رب کا فضل ہے، (النمل: ۳۸ تا ۴۰)''۔

صدیوں پر محیط وقت کے چند لمحوں میں سمٹ آنے کو ''طے زمانی'' کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں دو ایسی اہم مثالیں ہیں۔ اصحابِ کہف جو تین سو نو سال ایک غار میں لیٹے رہے اور جب سو کر اٹھے تو یہ گمان گزرا کہ ایک دن یا اُس کا کچھ حصہ سوئے رہے۔ قرآن مجید میں ہے: ترجمہ: ''اُن میں سے ایک نے کہا: تم یہاں کتنا عرصہ ٹھہرے ہو؟ اُنھوں نے کہا: ایک دن یا اُس کا کچھ حصہ ٹھہرے ہیں''، (الکہف: ۱۷)۔

۳۰۹ سال گزرنے کے باوجود اُنہیں محض ایک دن یا اُس کا کچھ حصہ محسوس ہوا، اُن کے اجسام تر و تازہ رہے۔ ۳۰۹ قمری سال ۳۰۰ شمسی سالوں کے مساوی ہوتے ہیں یعنی کرہ ارض کے ۳۰۰ سالوں کے شمسی موسم اُن پر گزر گئے، یہ اللہ تعالیٰ کی خاص نشانی اور ''قدرتِ الٰہیہ'' کا ظہور تھا، جس سے ''عادتِ الٰہیہ'' کے پیمانے سمٹ گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ترجمہ: ''اور آپ دیکھتے ہیں جب سورج طلوع ہوتا ہے، تو اُن کے غار سے دائیں طرف ہٹ جاتا ہے اور جب غروب ہونے لگتا ہے، تو بائیں جانب کترا جاتا ہے اور وہ اُس کشادہ میدان میں ہیں، (الکہف: ۱۷)''۔

قیامت کا دن بھی اسی صورت میں ہو گا۔ پچاس ہزار سال کا دن جو مومنین پر عصر کی چار رکعات کی ادائیگی جیسے وقت میں گزر جائے گا، جب کہ دیگر لوگوں پر طویل، ناقابلِ بیان کرب و اذیت ہو گا۔

قرآن مجید میں اللہ کے ایک نبی حضرت عزیر علیہ السلام کا واقعہ موجود ہے، وہ جب ایک وادی سے گزرے اور حق الیقین کے لیے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا، تو اللہ تعالیٰ نے اُن پر سو سال کے لیے موت طاری کر دی۔ قرآن مجید میں ہے: ترجمہ: ''پس (اپنی قدرت کا مشاہدہ کرانے کے لیے حضرت عزیر) کو سو برس تک مردہ رکھا، پھر زندہ کیا اور پوچھا: تو یہاں (مرنے کے بعد) کتنی دیر ٹھہرا رہا؟، جواب دیا: میں ایک دن یا اُس کا کچھ حصہ ٹھہرا رہا ہوں، فرمایا: نہیں بلکہ تو سو برس یہاں رہا۔ پس اب تو اپنے کھانے اور پینے کی چیزوں کو دیکھ وہ باسی نہیں ہوئیں اور اپنی سواری (گدھے) کو دیکھ (جس کی ہڈیاں تک سالم نہ رہیں) اور ہم تجھے لوگوں کے لیے اپنی قدرت کا نشان بنائیں اور ان ہڈیوں کو دیکھ جنہیں ہم کس طرح ہلا کر جوڑتے ہیں، پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں، (البقرہ: ۲۵۹)''۔

حضرت عزیر علیہ السلام کا جسم سو سال گزرنے کے باوجود، موسموں کے تغیر و تبدل سے

محفوظ رہا، کھانے پینے کی اشیاء کی تر و تازگی میں فرق نہیں آیا، لیکن یہی ایک صدی اُن کی سواری پر ایسے گزری کہ اُس کا نام و نشان مٹ گیا، ہڈیاں بکھر گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُس گدھے کو زندہ کیا اور طے زمانی اور احیاء کے منظر دکھلا دیے۔

سفرِ معراج کے تین مدارج ہیں: مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ، مسجدِ اقصیٰ سے آسمانوں تک اور آسمانوں سے عرشِ اعظم تک۔ تفصیل صحیح مسلم کی حدیث: ۱۶۲ میں طویل حدیث کی صورت میں امام مسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی۔ اِن تینوں مراحل کے ایک طرف زمانی کا عُقدہ حل ہوتا ہے، تو دوسری جانب طی مکانی کی جامعیت نظر آتی ہے اور روحانیت کی تکمیل اعلیٰ اَقدار پر ہوتی نظر آتی ہے۔ قرآن مجید میں واقعہ معراج دو مختلف سورتوں میں بیان کیا گیا ہے۔ سورہ اسراء میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ کا سفر بیان کیا گیا: ترجمہ: ”ہر عیب سے پاک ہے وہ جو اپنے (مکرم) بندہ کو رات کے ایک قلیل وقفہ میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک لے گیا، جس کے اردگرد کو ہم نے برکتیں دی ہیں تاکہ ہم اس (عبدِ مکرم) کو اپنی بعض نشانیاں دکھائیں، بے شک وہی بہت سننے والا، بہت دیکھنے والا ہے، (بنی اسرائیل: ۱)“۔

اللہ تعالیٰ نے اِس سفر کے ذکر کی ابتدا سبحان سے کی اور سبحان اللہ تعالیٰ کی صفت اور اُس کا ذکر ہے، آیت کے آخر میں فرمایا: بے شک وہ سمیع اور بصیر ہے، سمیع و بصیر ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی صفت اور اُس کا ذکر ہے، تو سفرِ معراج کی ابتدا بھی اللہ کے ذکر سے اور انتہا بھی اللہ کے ذکر سے ہوئی اور سفرِ معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز کا تحفہ لے کر آئے جو اللہ کا ذکر ہے۔

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں: مادی انسانوں نے ترقی کی اور اُن کی ترقی کی معراج یہ ہے کہ چاند پر پہنچے، وہاں جا کر معلوم ہوا کہ چاند پر بھی مٹی ہے، وہاں سے بطور سوغات مٹی کے ڈھیلے لائے، تو یہ مٹی سے چلے، مٹی تک پہنچے اور جو لے کر آئے وہ بھی مٹی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے ذکر سے چلے، اللہ کے ذکر تک پہنچے اور جو تحفہ لے کر آئے وہ بھی اللہ کا ذکر ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ مادی معراج میں انسان مٹی سے آگے نہیں جا سکتا اور روحانی معراج میں مٹی سے بنا ہوا انسان خدا تک جا پہنچتا ہے۔

معراج کی ایک حکمت خود قرآن نے بیان فرما دی: ’’اور ہم نے جو مشاہدہ (شبِ معراج) آپ کو دکھایا تھا، وہ لوگوں کے لیے ایک آزمائش تھا (کہ کون کسی تردد کے بغیر تصدیق کرتا ہے اور کون اسے عقل کی میزان پر پرکھ کر رَدّ کر دیتا ہے)، (بنی اسرائیل: ۶۰)۔ معراج اہلِ صدق و اخلاص و وفا اور معاندین و منافقین کو چھانٹنے کا ذریعہ بنا۔ کفار و منافقین عقلی دلائل و تاویلات کے دام میں پھنسے رہے اور اہلِ اخلاص و وفا کسی دلیل و برہان کی جستجو میں پڑنے کے بجائے فوری تصدیق کر کے ”صدیق“ کا لقب پا گئے۔

معراج مصطفیٰ ﷺ

پروفیسر عبداللہ بھٹی۔ لاہور

ربِ ذوالجلال جب کسی پر اپنا کرمِ خاص فرماتے ہیں تو وہ گمنامی کے اندھیروں سے نکل کر شہرت و عظمت کی ایسی بلندیوں اور رفعتوں سے ہمکنار ہو جاتا ہے قیامت تک اس کو ایسی لازوال شہرت ملتی ہے کہ جسے زمانے کی گردیا دن رات کی کروٹیں بھی دھندلا نہیں پاتیں بلکہ گزرنے والا ہر لمحہ اس کی شہرت میں اضافہ کرتا چلا جاتا ہے۔لازوال عظمت و شہرت کی ایسی ہی رات براق کے حصے میں بھی آئی جب وہ قیامت تک کے لیے امر و زندہ جاوید ہو گیا۔رحمتِ دوجہاں محبوب خدا ﷺ کو اِس سنگ و خشت کی دنیا میں آئے ہوئے نصف صدی سے زیادہ عرصہ بیت چکا تھا کہ آسمانوں اور جنت کو دلہن کی طرح سجایا جارہا تھا قدسی ملائکہ حیران تھے کہ کس کی آمد آمد ہے کہ رنگ و نور کا سیلاب آیا ہوا ہے ہر چیز کو پورے اہتمام سے سجایا جارہا ہے۔

ہجرت مدینہ سے ایک سال پہلے کی بات ہے جب محبوب خدا سرورِ کائنات ﷺ ایک رات خواب استراحت فرمارہے تھے کہ رب کعبہ نے جبرائیل امین کو مخاطب کیا اور حکم دیا کہ میں اپنے محبوب سے ملنے کا مشتاق ہوں جا جنت میں براق کو لو اور میرے محبوب ﷺ کو عزت و احترام سے میرے پاس لے آ جبرائیل امین نے حکم کی تعمیل کی اور چشم زدن میں وہاں پہنچ گئے بہشت کے مرغزاروں میں چالیس ہزار براق چر رہے تھے ہر براق کی پیشانی پر محمد ﷺ کا نام مبارک چمک رہا تھا۔جبرائیل نے جب چاروں طرف نظر دوڑائی تو ایک ایسا براق نظر آیا جو سب سے الگ تھلگ غمگین افسردہ ایک کونے میں سر جھکائے آنسوؤں کے سمندر میں ڈوبا ہوا نظر آیا۔اسے کھانے پینے سے کوئی رغبت نظر نہیں آرہی تھی۔سید الملائکہ اس کے پاس گئے اور دریافت فرمایا یہ کیا حال کیا ہوا ہے تو اداس براق نے عرض کی اے جبرائیل

امین میں نے چالیس ہزار سال پہلے خدائے بزرگ و برتر کے محبوب محمد ﷺ کا نام سنا تھا۔ اس دن سے آج تک میں آپ ﷺ کے عشق میں مبتلا ہوں۔ شوق دیدار اتنا بڑھ گیا ہے کہ کھانے پینے کا بھی ہوش نہیں رہا۔ جبرائیل امین نے غمگین براق کی حالت زار دیکھی تو سرور دو جہاں ﷺ کی سواری کے لیے اسے منتخب کیا کیونکہ اس میں عشق محمدی ﷺ بدرجہ اتم موجود تھا۔ حالانکہ وہاں پر موجود باقی براق بھی شافع محشر ﷺ کے عشق میں مبتلا تھے جبرائیل نے براق سے کہا چلو تو براق بولا کدھر تو جبرائیل امین بولے جن کی محبت و عشق میں تم ہزاروں سال سے گرفتار ہو۔ براق کو اپنی سماعت پر یقین نہ آیا کیونکہ اس کے تصور میں بھی یہ نہ تھا کہ اچانک ایک دن اپنے محبوب ﷺ کا قرب اور دیدار نصیب ہو گا۔ لیکن فخر دو عالم محبوب خدا ﷺ کی محبت رنگ لے آئی اور دونوں جہانوں کی نعمتوں سے زیادہ اور بڑی نعمت محبوبِ خدا ﷺ کا دیدار اور قرب کا موقع ملا براق کی ہزاروں سالوں کی خواہش پوری ہونے جارہی تھی وہ خوشی سے دیوانہ وار جھوم رہا تھا۔

ہفت املاک سے ماوراسدرالمنتہی تک محبوب خدا ﷺ کو براق رفتاری سے لے جانے کے لیے جس سواری کی ضرورت تھی وہ براق ہی ہو سکتا تھا براق گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا ایک ایسا چمک دار جانور جو اپنا قدم اپنی نگاہ کے آخری مقام پر رکھتا ہے جبرائیل امین بمع براق جب بارگاہِ دو جہاں ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو شہنشاہِ دو عالم ﷺ آرام فرمارہے تھے۔ فرستادہ ربانی نے محبوب خدا ﷺ کے پاں مبارک کو اپنے کافوری لبوں سے بوسا دیا تو ان کے لمس سے آپ ﷺ نے سرمگیں آنکھوں کو وا کیا تو سامنے سید الملائکہ ادبا کھڑے تھے۔ آقا دو جہاں ﷺ کے بولنے سے پہلے ہی جبرائیل امین نے عرض کی اے مالکِ دو جہاں ﷺ ربِ ودود کو آپ ﷺ سے ملاقات کا اشتیاق ہے۔

جب سرتاج الانبیا ﷺ حضرت جبرائیل کے ہمراہ باہر تشریف تو سامنے دیوانہ مست براق کھڑا تھا۔ آپ شہنشاہِ دو عالم ﷺ کے عشق اور شوق دیدار میں وہ چالیس ہزار سال سے مثل ماہی بے آب تڑپ رہا تھا۔ محبوب خدا ﷺ کو دیکھ کر فرط جذبات عشق و محبت براق کی آنکھوں سے خوشی کے آنسوں ساون بھادوں کی طرح برسنے لگے۔ محبوب خدا ﷺ جب براق پر سوار ہونے لگے تو براق نے ہلکی سی شوخی دکھائی تو جبرائیل امین نے سرزنش کی اور کہا۔ اے براق تو نہیں جانتا کہ تجھ پر کون سوار ہو

رہا ہے اٹھارہ ہزار عالم کے سردار تو براق نے عرض کیا اے وحی الٰہی کے امین اور جناب قدس کے ایلچی مجھے معاف فرمائیں میں حاجت مند ہوں اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتمس ہوں۔ شہنشاہِ دو جہاں نے جب براق کی التجا سنی تو لب لعلین مبارک کو جنبش دی اور فرمایا بتا تاکہ پورا کروں۔ اے محبوب خدا سرور کائنات سر تاج الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج رات میری زندگی کی عظیم ترین رات ہے۔ میرے جسم کا رواں رواں حالت وجد اور سرشاری میں ہے۔ یہ میری زندگی کا عظیم ترین ساعتیں ہیں جو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گزاروں گا۔ کل روزِ محشر جب فلک پیما، عالم آرا برق آسا انگشت براق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مامور ہوں گے تو ایسا نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے نظر فرما کر ان کی طرف متوجہ ہوں اور مجھے بیکار چھوڑ دیں۔ اے شہنشاہِ دو عالم ہادی کون و مکان، وجہ تخلیق کائنات، فخر دو عالم، ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ میں اِس بات کی طاقت نہیں میری التجا قبول فرمایئے اور میری رکاب میں قدم مبارک رکھیں۔ براق کا عشق اور فریاد سن کر مجسم رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گویا ہوئے مطمئن رہو روزِ قیامت تم پر ہی سواری کروں گا۔ براق کی صدیوں کی خواہش پوری ہوئی دل و دماغ میں عشق و محبت کی ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں۔ فوراً ادب سے جھک گیا پھر شافع دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم براق پر سوار ہوئے۔ اور جبرائیل کی معیت میں بیت المقدس تشریف لائے اور جہاں پر انبیا اپنی سواریاں باندھتے تھے اس جگہ براق کو باندھا اور مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے یہاں پر دو رکعت نماز پڑھی اور انبیا کی امامت فرمائی۔

یہاں پر حضرت جبرائیل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارگاہ مقدس میں تین برتن لائے ایک شراب کا دوسرا دودھ کا تیسرا شہد کا محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راحتِ انس و جاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ پسند فرمایا سید الملائکہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فطرت پائی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت نصیب ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو بھی کیونکہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب پسند فرمائی ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت گمراہ ہو جاتی۔

اِس کے بعد مالک دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیت المقدس سے آسمان تک لے جایا گیا حضرت جبرائیل نے دروازہ کھلوایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دروازہ کھولا گیا۔

سنن ابو داود میں حدیث پاک ہے۔ سرور دو جہاں، سرور کائنات، رحمتِ مجسم، رحمت

للعالمین، محبوب خدا، آمنہ کے لال، شہنشاہِ کائنات، یتیموں کے والی، بے سہاروں کا آسرا، شافع محشر، ساقی کوثر ﷺ فرماتے ہیں۔ میرے لیے آسمان کا ایک دروازہ کھولا گیا تو میں نے ایک عظیم الشان نور دیکھا اور حجاب کے پار موتی اور یاقوت کی مسند دکھائی دی۔

معراج کی رات انبیا نے حضور ﷺ کی اقتدار میں نماز ادا کی تو پھر آسمانی سفر کا آغاز ہوا پہلے آسمان پر پہنچ کر دستک دی گئی تو آواز آئی کون ہے؟ سید الملائکہ نے جواب دیا میں جبرائیل ہوں۔ آواز آئی آپ کے ساتھ کون ہیں تو جبرائیل امین نے جواب دیا یہ محمد ﷺ ہیں آج کی رات انہیں آسمانوں پر پذیرائی بخشی جائے گی۔ تو آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا۔ دروازہ کھولنے والے نے محبوب خدا ﷺ کی خدمت میں عقیدت بھرا اسلام عرض کرنے کی سعادت حاصل کی۔

پہلے آسمان پر سرتاج الانبیا کی ملاقات اپنے جدِ امجد حضرت آدم سے ہوئی حضرت آدم کو بتایا گیا کہ یہ آپ کے جلیل القدر فرزند ہیں ختم المرسلین ہیں یہی حضرت محمد ﷺ اور تمام انبیا کے سردار ہیں۔ مالکِ دوجہاں نے دادا جان کہہ کر سلام کیا حضرت آدم نے سلام کا جواب دیا اور اپنے عظیم ترین فرزند کو اپنی دعاں سے نوازا۔ پھر آپ ﷺ کو دوسرے آسمان پر لے جایا گیا حضرت جبرائیل نے دروازہ کھلوایا یہاں نبی کریم ﷺ نے دو خالہ زاد بھائیوں حضرت یحی بن ذکریا اور حضرت عیسی بن مریم کو دیکھا اور انہیں سلام کیا دونوں نے مرحبا کہا اور آپ ﷺ کی نبوت کا قرار کیا۔ یہاں کے ملکوتی مشاہدات کے بعد آپ ﷺ کو تیسرے آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ یہاں پر حضور ﷺ کی ملاقات حضرت یوسف سے کرائی گئی جن کو آدھا حسن دیا گیا تھا آپ نے بھی سلام کیا انہوں نے جواب دیا مرحبا کہا، آپ ﷺ کی نبوت کا اقرار کیا۔ پھر نبی کریم ﷺ کو چوتھے آسمان پر لے جایا گیا وہاں پر حضرت ادریس کو دیکھا اور انہیں سلام کیا انہوں نے بھی جواب دیا مرحبا کہا اور آپ ﷺ کی نبوت کا اقرار کیا۔ پھر آپ ﷺ کو پانچویں آسمان پر لے جایا گیا وہاں حضرت ہارون کو دیکھا اور انہیں سلام کیا انہوں نے بھی سلام کا جواب دیا مرحبا کہا اور آپ ﷺ کی نبوت کا اقرار کیا یہاں سے آپ ﷺ کو چھٹے آسمان پر لے جایا گیا وہاں حضرت موسیٰ سے ملاقات ہوئی حضرت موسیٰ کی چشمان مبارک اشکبار ہو گئیں سرتاج الانبیا کی شان و شوکت دیکھ کر رشک سے آنسو چھلک پڑے اور بے اختیار زبان مبارک سے نکلا یہ خدائے

بزرگ و برتر کے وہ برگزیدہ رسول ہیں جن کی امت کو میری امت پر شرف عطا کیا گیا جن کی امت کو میری امت کے مقابلے میں کثرت کے ساتھ جنت میں داخل کیا جائے گا۔

اِس کے بعد آپ ﷺ کو ساتویں آسمان پر لے جایا گیا وہاں آپ ﷺ کی ملاقات حضرت ابراہیم سے ہوئی آپ ﷺ نے سلام انہیں سلام کیا انہوں نے محبت سے جواب دیا مرحبا کہا آپ ﷺ کی نبوت کا اقرار کیا حضرت ابراہیم اپنی پشت مبارک بیت المعمور سے لگائے ہوئے تھے جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور دوبارہ ان کے پلٹنے کی باری نہیں آتی ساتوں آسمانوں کے نورانی جلوؤں کے بعد تاجدار کائنات کو سدرۃ المنتہی کے مقام تک لے جایا گیا۔ یہ وہ حساس اور اعلی مقام کہ جہاں آکر ملائکہ اور انبیاورسل کی بھی پرواز ختم ہو جاتی ہے یہاں مقرب فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں یہاں پر روح الامین جبرائیل کے بھی پر جلنے لگے اور وہ بے اختیار بول اٹھے کہ اگر میں یہاں سے ایک انگلی کی پور برابر بھی آگے بڑھا تو تجلیات الٰہی مجھے جلا کر خاکستر کر دیں گی۔

سید الملائکہ کی پرواز اور طاقت نے جہاں دم توڑا وہیں سے نسل انسانی کے سب سے بڑے انسان خیر البشر ﷺ عظمتوں اور رفعتوں کے لازوال سفر کا آغاز کیا۔ سدرۃ المنتہی کا مقام عالم مکان کی آخری حد اور لا مکان کا پہلا زینہ ہے۔ تفسیر نیشاپوری میں ایک حدیث مبارکہ ہے۔ فرشتے اللہ رب العزت کی بارگاہ اقدس میں دعا مانگتے تھے کہ اے کائنات کے مالک جس محبوب ﷺ کی خاطر تو نے کائنات تخلیق فرمائی جس پر تو اپنی زبان قدرت سے ہمہ وقت درود پڑھتا ہے اور ہم بھی تیرے حکم کی تعمیل میں اس ہستی پر درود و سلام کا نذرانہ بھیجتے ہیں آج وہی مہمان ذی وقار تشریف لا رہے ہیں اے باری تعالی ہمیں اپنے رسول محتشم کا بے نقاب جلوہ عطا فرما۔ اللہ پاک نے مقرب ملائکہ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور فرمایا کہ تم ساری کائنات آسمانی سے سمٹ کر اِس درخت سدرۃ المنتہی پر بیٹھ جاؤ۔ فرشتے ہجوم در ہجوم امڈ پڑے فرشتوں کی اتنی زیادہ کثرت ہوئی کہ وہ درخت ان کے نور کے سائے میں آگیا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے۔ ترجمہ جب سائے میں لے کر چھپا لیا سدرہ کو جس نے چھپا لیا (ملائکہ کی کثرت نے) النجم۔ اِس عظیم مقام پر قدسیان فلک نے محبوبِ خدا ﷺ کے دیدار کا لازوال شرف حاصل کیا اور اپنی ہزاروں سالوں کی خواہش اور پیاس کو بجھایا

رخِ مصطفے ﷺ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئین
نہ ہماری بزمِ خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

محبوب خدا ﷺ مہمانِ عرش جب آگے بڑھنے لگے تو سید الملائکہ رک گئے اور عرض کی اگر میں ایک چیونٹی برابر بھی آگے بڑھا تو (تجلیات الہی کے پرتو سے) جل جاوں گا۔ یہاں سے آگے جبرائیل امین اور براق آپ کے ساتھ نہ تھے۔ یہاں سے سر تاج الانبیا ﷺ اپنے رب کے اذن سے تنہا ہی روانہ ہوئے۔ خالقِ ارض وسمانے محبوب ﷺ مہمان کے عرش کی سواری کے لیے ایک سبز ملکوتی اور رنگ نور سے سجا نورانی تخت بھیج دیا۔ اِس عظیم خوبصورت تخت کا نام زخرف تھا۔

اِسطرح رحمتِ دوجہاں ﷺ وجہ تخلیق کائنات محبوب خدا ﷺ کو عرش معلی تک پہنچا دیا گیا۔ جب سدرالمنتہی کی منزل گزر گئی اور فرشتوں کے ہجوم بھی پیچھے رہ گئے تو آگے نور کا سمندر تھا چاروں طرف نور ہی نور اور کچھ دکھائی نہ دے رہا تھا پھر محبوب خدا ﷺ کو اِس نور کے سمندر میں داخل کر دیا گیا۔ دیکھنے والی چشم آپ ﷺ کو دیکھنے سے قاصر تھی نور کیسا تھا آپ کہاں تھے اِس نور کے سمندر اور حصارِ نور میں داخل ہونے کے بعد مہمان عرش نے عرش معلی کی سیر کی۔

عرش نے آپ ﷺ کے تلووں کے بوسے لیے اِس کے بعد آپ ﷺ کو بہت عزت و احترام و وقار کے ساتھ آگے لے جایا گیا یہاں سے سفر کا ایک نیا مرحلہ تھا جہاں نور خدا تھا اور محبوب خدا ﷺ یہ معراج کا سفر کا نقطہ عروج تھا ایک عالمِ نور تھا انوار و تجلیات الہی پرفشاں تھے۔ خدائے بزرگ و برتر کی ذاتی اور صفاتی تجلیات کی برسات تھی عالم لامکان کے جلوے ہر سو جلوہ ریز تھے۔ سردار الانبیا آمنہ کے لال ﷺ مہمان عرش کو تن تنہا اِن رنگ و نور کے جلووں میں داخل کر دیا گیا تھا اور اللہ تعالی کے اسماء کے پردے ایک ایک کر کے گزرتے رہے۔ حضور ﷺ عالم بیداری میں لہذا بوجہ بشریت معمولی سی وحشت ہوئی تو رب ذوالجلال کی آواز آئی۔ پیارے محمد ﷺ رک جا بے شک تمہارا رب (استقبال کے لیے) قریب آرہا ہے۔ سفر معراج کے اِس نازک مرحلہ پر محبوب خدا ﷺ مقام قاب قوسین پر پہنچ گئے۔

ارشاد باری تعالی ہے۔ ترجمہ النجم۔ پھر (اس محبوب حقیقی سے) آپ ﷺ قریب ہوئے اور آگے بڑھے پھر (یہاں تک بڑھے کہ) صرف دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ معراج النبی ﷺ کو ہمارے ہاں مذہبی نوعیت کا واقعہ تہوار سمجھا جاتا ہے اور اِسی تناظر میں دیکھا جاتا ہے اسی وجہ سے مقدس مذہبی تہوار کی مناسبت سے ایک ادھ جلسہ منعقد کر کے شب دیدار کے فضائل بیان کیے

جاتے ہیں۔ نوافل پڑھ لیے شیرینی بانٹ دی ریڈیو TV چینل پر مقرر تقریریں کر کے واہ واہ کا ماحول بنایا اور فارغ ہو جاتے ہیں۔ جبکہ اصل میں یہ واقعہ عروج آدم خاکی کا شاندار مظہر ہے۔

تسخیرِ کائنات کے سفر کا اہم سنگِ میل ہے۔ سفر معراج کے تین مراحل ہیں۔ پہلا مرحلہ مسجد الحرام سے مسجد اقصی تک یہ زمینی سفر۔ دوسرا مرحلہ مسجدِ اقصی سے سدرا المنتھی تک ہے یہ کرہ ارض سے کہکشاؤں کے اس پار واقع نورانی دنیا کا سفر ہے اور سب سے اہم تیسرا مرحلہ سدرا المنتھی سے آگے قاب قوسین اور اس سے بھی آگے تک ہے۔

یہ لازوال سفر محبت اور عظمت کا سفر ہے یہ سب دیدار محب اور محبوب کی انوکھی خاص ملاقات ہے لہذا اِس ملاقات کو زیادہ تر راز میں رکھا گیا سورالنجم میں صرف اتنا فرمایا وہاں اللہ تعالی نے اپنے محبوب سے راز و محبت کی باتیں کر لیں۔

بے شک اِس مقام پر اللہ تعالی نے اپنے محبوب کا خوبصورت مکھڑا دیکھا اور اپنے محبوب کی میٹھی میٹھی زبان سے باتیں سنیں۔ یہی وہ مقام تھا جہاں فقط رسول کریم ﷺ ہی تھے جو اپنے رب تعالی کے حسن بے نقاب کے جلوے میں مشغول تھے اور اللہ تعالی کے ارشادات اور پیار بھری باتیں۔

یہی وہ مقام تھا جہاں سفر محبت و عظمت اپنے مقصود کو پانے والا تھا۔ اِس رات سر تاج الانبیا ﷺ کے ہر روحانی لطیفے کو قربِ الہی نصیب ہو ا اور وہ دیدار خدا کی لازوال لذتِ دوام سے ہمکنار ہوا یہاں پر جب تمام مراحل طے پا گئے تو ساقی کوثر اِس حال میں زمین پر لوٹے کہ ہر ہر لطیفے میں مالک ارض و سما کے قرب اور دیدار کی لذتیں سما چکی تھیں۔

شبِ معراج کا یہ معجزہ ہے کہ انسان بس ایک مشتِ خاک جسے ہوا کا ایک جھونکا اڑا اور بکھیر سکتا ہے۔ فرشتوں نے بھی حضرت انسان کی عظمت کو محض تسبیح و تقدس کے حوالے سے دیکھا اور بول اٹھا کہ ہم اِس سے زیادہ خدا کی پاکی اور حمد بیان کرنے والے ہیں لیکن معراج کی رات نبی کریم ﷺ ان انتہائی رفعتوں اور منزلوں سے ہو آئے جس کے پہلے زینے پر جبرائیل امین کے پر جلنے لگے وہ منظر کتنا خوب ہو گا جب محبوب خدا ﷺ خراماں خراماں ان رفعتوں کی طرف بڑھے جہاں فرشتوں کے پر جلتے تھے اس وقت ملائکہ کتنی حسرت سے دیکھتے ہوں گے اور رشک کرتے ہوں گے۔

اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیلئے عاشق و معشوق کے الفاظ کا استعمال

پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن

{گزشتہ سے پیوستہ}

امام احمد رضا قادری لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی ذات کے حوالے سے لفظِ عشق استعمال کرنے کی ممانعت کی بابت حکم کا منشا لفظِ "یَعْشَقُنِیْ" ہے، یعنی یہ دعویٰ کرنا کہ اللہ مجھ سے عشق فرماتا ہے، اس کے بجائے کہنا چاہیے: "یُحِبُّنِیْ" یعنی وہ مجھ سے محبت فرماتا ہے، لیکن اس سے اس بات کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی کہ بندہ کہے: "اَعْشَقُہٗ" میں اللہ سے عشق کرتا ہوں، یعنی بندے کا اللہ تعالیٰ کی ذات سے عشق کا دعویٰ کرنا ممنوع نہیں ہے، گویا بندہ اپنے آپ کو اللہ کا عاشق کہہ سکتا ہے، لیکن یہ کہنا اللہ کے شایانِ شان نہیں ہے کہ وہ بندے سے عشق فرماتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لیے عشق کے معنی متحقق نہیں ہو سکتے۔ اس کے برعکس دونوں طرف سے محبت کا اطلاق درست ہے، یعنی یہ کہ اللہ بندے سے محبت فرماتا ہے اور بندہ اللہ سے محبت کرتا ہے، کیونکہ یہ مائدہ: ۵۴ میں مذکور ہے: یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ یعنی اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو لائے گا جن سے وہ محبت فرمائے گا اور وہ اُس سے محبت کریں گے"، پس اللہ کا بندے سے محبت کرنا اور بندے کا اللہ سے محبت کرنا معنیٰ حقیقی لغوی کے اعتبار سے جائز ہے اور قرآنِ کریم میں منصوص ہے اور بندے کی اللہ سے محبت جب مؤکّد ہو جائے اور اس میں پختگی آجائے تو اُسی کو عشق کہتے ہیں، محبت کی پختگی کے معنی ہیں: وہ ہمہ وقت اس کے ذکر و فکر اور اطاعت و فرمانبرداری میں مشغول رہے" (فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۱، ص: ۱۱۵، ملخّصاً، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو نہ عاشق کہہ سکتے ہیں اور نہ معشوق؛ البتہ بندہ کہے: "مجھے اللہ سے عشق ہے" تو اس میں شرعی خرابی نہیں ہے۔

مفتی محمد شریف الحق امجدی سے سوال ہوا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا دل بر، دل رُبا اور معشوق کہہ سکتے ہیں"، آپ نے جواب میں لکھا: اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان تینوں

الفاظ: (دل بر، دل رُبا اور معشوق) میں سے کسی کا اطلاق صحیح نہیں ہے، یعنی یہ کہنا جائز نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے دل بر یا دل رُبا یا معشوق ہیں، اس لیے کہ دل بر، دل رُبا کہنے میں باری تعالیٰ کے لیے ایہامِ تجسّم (جسمانیت کا وہم پیدا ہوتا) ہے اور معشوق کہنے میں اثباتِ نَقص، کیونکہ عشق کا حقیقی معنی محبت کی وہ منزل ہے جس میں جنون پیدا ہو جائے۔ (فتاویٰ شارح بخاری، جلد:۱، ص:۲۸۱)۔

ہمارے عُرف میں عشقِ حقیقی اور عشقِ مجازی کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں: عشقِ حقیقی سے مراد فرطِ محبت کا وہ تصور جس میں تقدیس ہے، ہوائے نفس سے تطہیر ہے اور کوئی سفلی جذبات نہیں ہوتے، اس معنی میں عشق مُقدّس شخصیات کے لیے استعمال ہوتا ہے اور عشقِ مَجازی میں ہوائے نفس اور لذتِ سماع و نظر بھی آجاتی ہے، یہ عام انسانوں کے ایک دوسرے سے محبت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ فرہنگِ آصفیہ میں ہے: عشقِ حقیقی، عشقِ مَجازی کا نقیض۔ خدا تعالیٰ کا عشق، عشقِ مولیٰ، اصلِ عشق، مَحبتِ الٰہی، عشقِ مَجازی، عشقِ حقیقی کا نقیض، بناوٹ کا عشق، جھوٹا عشق، نفسانی عشق، دنیوی معشوقوں کا عشق، حسن پرستی۔ (جلد سوم، ص:۲۷۳ تا ۲۷۴)۔

امام احمد بن حنبلؒ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس عکّاف بن بِشر تمیمی نامی شخص آیا، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے فرمایا: عکّاف! تمہاری کوئی بیوی ہے؟ اس نے کہا: نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہاری کوئی باندی ہے، اس نے کہا: نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہاری مالداری خیر کا باعث نہیں ہے۔ اس نے کہا: میری مالداری خیر کا باعث ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر تو تم شیطان کے بھائی ہو اور اگر تم نصرانی ہوتے تو اُن کے راہبوں میں سے ہوتے، ہماری سنّت تو نکاح ہے۔ تمہارے مرنے والوں میں سے بے توقیر وہ ہوں گے جو اہل وعیال والے نہ ہوں، کیا تم شیطان کے انداز اختیار کرتے ہو۔ عورتیں نیک لوگوں کے لیے شیطان کا ہتھیار ہیں، سوائے شادی شدہ لوگوں کے کہ وہ پاک باز ہوتے ہیں اور فحش گوئی سے دور ہوتے ہیں۔ عکّاف! تم پر افسوس ہے، بے شک یہ وہ عورتیں ہیں جن سے ایوب، داؤد، یوسف (علیہم السلام) اور کُرسُف کو واسطہ پڑا تھا، بشر بن عطیہ نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کُرسُف کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ شخص سمندر کے ساحلوں پر تین سو سال تک عبادت کرتا رہا، دن کو روزے رکھتا اور راتوں کو قیام کرتا، پھر اُس نے ایک عورت کے عشق کے سبب خداوند بزرگ وبرتر کی ناشکری کی اور اللہ کی عبادت کے شِعار کو ترک کر دیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اُس کی بعض نیکیوں کے سبب اُس کی توبہ قبول فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عکّاف! تم پر افسوس ہے، نکاح کرو ورنہ تم تشکیک کے ماروں میں شامل ہو جاؤ گے، اس نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرا نکاح کر دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے کلثوم حِمیَری کی بیٹی کریمہ سے تمہارا

نکاح کر دیا، (مسند احمد: ۲۱۴۵۰)۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کی محبت میں گرفتار ہو کر انسان بھٹک سکتا ہے، بہک سکتا ہے، سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اس کے شاملِ حال ہو، جیسا کہ یوسف علیہ السلام نے ازراہِ تواضع فرمایا: میں اپنے نفس کی پارسائی کا دعویٰ نہیں کرتا، نفس کا تو کام ہی برائی پر اکسانا ہے، مگر جس پر میرا رب رحم فرمائے، بے شک میرا رب بہت بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔(یوسف: ۵۳)۔ اس کا مطلب یہ ہے: اللہ تعالیٰ جس پر مہربان ہو، اس کی حفاظت فرماتا ہے، مکرِ شیطان، فریبِ نفس اور فریبِ نظر سے اُسے بچائے رکھتا ہے، اُسے ہمیشہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو کر جوابدہی کا خوف لاحق رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "اور جو اپنے پروردگار کے حضور پیش ہو کر (جواب دہی کے تصور سے) ڈرتا رہا اور اپنے نفس کو خواہشات کی پیروی سے روکے رکھا تو بہشت ہی اس کا ٹھکانا ہے" (النازعات: ۴۰ تا ۴۱)، نیز فرمایا: بے شک جو لوگ تقوے پر کاربند رہتے ہیں، جب کوئی شیطانی خیال انہیں چھوتا ہے تو انہیں اللہ یاد آجاتا ہے اور اچانک اُن کی چشمِ بصیرت وا ہو جاتی ہے۔(الاعراف: ۲۰۱)، مفسرین نے یہاں "مُبْصِرُوْن" کے کلمے کو ظاہری معنی میں بھی لیا ہے، یعنی اُن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور ایسے اعمال کا انجام انہیں نظر آجاتا ہے اور اس کی طرف اُن کے بڑھتے ہوئے قدم رک جاتے ہیں اور بعض مفسرین نے اسے بصیرت کے معنی میں لیا ہے، یعنی اُن کے دل روشن ہو جاتے ہیں اور دلوں پر معصیت کی جو ظلمت چھائی ہوتی ہے، وہ یادِ الٰہی کی برکت سے چھٹ جاتی ہے اور دل روشن ہو جاتے ہیں، حق آشکار ہو جاتا ہے اور دل و دماغ باطل سے متنفر ہو جاتے ہیں۔

علامہ علاوء الدین علی بن حسام الدین ہندی خطیب بغدادی کے حوالے سے روایت کرتے ہیں: (۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جس نے عشق کیا اور پاک دامن رہا اور اسی پاکدامنی میں اس کی وفات ہوئی، تو وہ شہید کی موت مرا" (کنز العمال: ۶۹۹۹)، (۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: (الف) جس نے عشق کیا اور اسے ظاہر نہ کیا اور پاکدامنی کی موت مرا تو وہ شہید (کے حکم میں) ہے۔(کنز العمال: ۷۰۰۰)،

(ب) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں کہ جب ان پر کوئی آزمائش آتی ہے تو پاک دامن رہتے ہیں، صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! کون سی آزمائش مراد ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: عشق۔(کنز العمال: ۸۷۳۲)۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عشق کا زیادہ اطلاق عورتوں کی طرف میلان پر ہوتا ہے اور یہ انسان کی بشری کمزوری اور ایک آزمائش ہے، اس میں مبتلا ہونے سے بچنا اور اپنی پاکدامنی کی حفاظت کرنا بڑے درجے والوں کا کام ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ کے لیے عاشق و معشوق کے الفاظ اور اللہ تعالیٰ کی نسبت سے رسول

اللہ ﷺ کے لیے معشوق، دلبر اور دل رُبا کے الفاظ استعمال کرنا ذاتِ باری تعالیٰ کے شایانِ شان نہیں ہے اور علمائے کرام نے اس سے منع فرمایا ہے؛ تاہم رسول اللہ ﷺ کے محبین کے لیے عاشق کا لفظ بکثرت استعمال ہو رہا ہے، اس کی جمع عُشّاق ہے اور ع کے فتحہ کے ساتھ عَشّاق کے معنیٰ ہیں: بہت زیادہ عشق کرنے والا، یعنی یہ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ البتہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ''معشوق'' کا لفظ کبھی نہیں سنا اور یہ لفظ آپ ﷺ کے شایانِ شان معلوم نہیں ہوتا، اس سے اجتناب بہتر ہے، حالانکہ معنوی اعتبار سے اس میں خرابی نہیں ہے، لیکن چونکہ یہ کلمہ مُبتذِل ہے، سفلی جذبات کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے، اس لیے ہماری رائے میں رسول اللہ ﷺ کے لیے معشوق کا کلمہ استعمال کرنا مناسب نہیں ہے۔ آپ ﷺ کے لیے حبیب اور محبوب کے کلمات استعمال کیے جائیں، ان میں حرمت ہے، وقار ہے، تقدیس ہے اور قرآن وحدیث میں ان کی ترغیب دی گئی ہے، بلکہ اسے ایمان کا تقاضا قرار دیا گیا ہے کہ مومن کی نظر میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرّم ﷺ کی ذواتِ مقدسہ صرف محبوب نہیں، بلکہ اَحَبّ (محبوب ترین) ہونی چاہئیں۔ احادیث مبارکہ میں ہے: (۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص مومن (کامل) نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ وہ مجھے اپنے والد، اپنی اولاد اور تمام لوگوں کے مقابلے میں سب سے زیادہ محبوب (اَحَبّ) نہ جانے (صحیح بخاری: ۱۵)۔ (۲) حضرت عبد اللہ بن ہشامؓ بیان کرتے ہیں: ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے، دراں حالیکہ وہ عمر بن خطابؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، حضرت عمرؓ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ مجھے اپنی جان کے سوا ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں، تو نبی ﷺ نے فرمایا: نہیں! اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے، تم اُس وقت تک مومنِ کامل نہیں ہو سکتے جب تک کہ میں تمہارے لیے تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں، اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! بخدا! اب آپ میرے لیے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں، تو نبی ﷺ نے فرمایا: عمر! اب تم نے کمالِ ایمان کو پا لیا۔ (بخاری: ۶۶۳۲)۔

رسول اللہ ﷺ کی نسبت سے اللہ تعالیٰ کے لیے لفظِ ''شیدا'' کے اطلاق کے بارے میں مفتی شریف الحق امجدی لکھتے ہیں: (اللہ تعالیٰ) کو شیدائے محمد کہنا بھی جائز نہیں کہ اس میں معنی سوء کا احتمال ہے، کیونکہ شیدا کے معنی ہیں: ''آشفتہ، فریفتہ، مجنون، عشق میں ڈوبا ہوا، عاشق''، اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں سے مُنَزَّہ (پاک) ہے'' (فتاوی شارح بخاری، ج:۱، ص:۱۴۱)۔

تعزیت

سر گودھا:

محی الاسلام صدیقیہ پنڈوڑہ ہر دو کے پرنسپل علامہ واحد بخش صاحب کے بھائی حافظ خدا بخش طویل عرصہ بیمار رہنے کے بعد وفات پا گئے۔ نہایت صوم وصلوٰۃ کے پابند، خوش اخلاق اور خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے تھے۔ اللہ پاک مرحوم کی بخشش ومغفرت فرمائے اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

پنڈوڑہ ہر دو:

ڈاکٹر محمد عثمان اور محمد عمران کے والد حاجی محمد لال خان قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم کی نماز جنازہ پیر طریقت محمود اختر نقشبندی صاحب نے پڑھائی اللہ پاک بخشش مغفرت فرمائے اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین

کاہلیاں:

چوہدری محمد شفقت صاحب کے والد چوہدری محمد فرزند قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم کی نماز جنازہ پیر طریقت محمود اختر نقشبندی صاحب نے پڑھائی اللہ پاک بخشش مغفرت فرمائے اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین

نلہ مسلماناں:

حافظ عثمان حیدر کی پھوپھی جان علیل رہنے کے بعد وفات پا گئی۔ اللہ پاک بخشش مغفرت فرمائے اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین

حافظ حمزہ طیب کی خالہ جان علیل رہنے کے بعد وفات پا گئی۔ اللہ پاک بخشش مغفرت فرمائے اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین

نمب میر گالہ:

راجہ محمد انجم کی ہمشیرہ قضاء الٰہی سے وفات پا گئی۔ اللہ پاک بخشش مغفرت فرمائے اور اہل خانہ

کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین

ماسٹر اللہ دتہ صاحب کے بہنوئی قضاء الٰہی سے وفات پاگئے۔ مرحوم کی نماز جنازہ حاجی محمد شریف نقشبندی صاحب نے پڑھائی اللہ پاک بخشش مغفرت فرمائے اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

حیال پنڈوڑہ:

محمد عبد الرزاق اور محمد شاہنواز کی والدہ قضائے الٰہی سے وفات پاگئی مرحومہ کی نماز جنازہ حاجی محمد شریف نقشبندی صاحب نے پڑھائی اللہ پاک بخشش مغفرت فرمائے اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

اٹک:

متعلم محی الاسلام صدیقہ پنڈوڑہ ہر دو حافظ محمد ناظر حسنین کے بہنوئی صاحب وفات پاگئے اللہ پاک بخشش مغفرت فرمائے اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین

ساگری:

متعلم محی الاسلام صدیقہ پنڈوڑہ ہر دو محمد عدیل شکیل رضوی کے ماموں محمد ارشد وفات پاگئے اللہ پاک بخشش مغفرت فرمائے اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین